رسائل و مسائل

احترامِ رمضان

سوال:۔ جناب ایڈیٹر ترجمان القرآن! روزہ رکھنا، نہ رکھنا تو کسی کی نیت پر منحصر ہے، کیونکہ یہ ایک ایسی ذاتی عبادت ہے جس کا حقیقی رابطہ اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے۔ احترامِ رمضان کا تعلق البتہ معاشرے سے ہے۔ احترامِ رمضان کا حق کس طرح ادا ہو سکتا ہے؟

جواب:۔ روزے کی فرضیت ہر صاحبِ ایمان کے لیے آمدِ رمضان پر ایک امتحانی موقع پیدا کر دیتی ہے کہ آیا اُس کا ایمان اتنی جان رکھتا ہے کہ وہ خدا کے واضح احکام و حدود پر سنتِ رسولؐ کی تشریحات کے مطابق ذوق و شوق سے عمل کرے۔ یا کیا وہ برکتوں کے مہینے میں بہت بہتر اجتماعی فضا مہیا ہونے کے باوجود اپنی خواہشات پر تھوڑی سی پابندیاں نہیں لگا سکتا۔ سارا دین، ساری تہذیب، سارا اخلاق اور ساری شرافت اپنے اُوپر پابندیاں لگانے ہی پر منحصر ہے۔ پابندیوں سے بھاگنے اور خواہشات کے پیچھے بگٹٹ دوڑنے کا رویّہ حیوانی رویّہ ہے۔ جتنا جتنا یہ حیوانی رویّہ انسانوں میں پھیلتا جاتا ہے، سیاست و تمدّن اور تہذیب و اخلاق کی تباہی پھیلتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ جان، مال، آبرو، آزادی کسی شے کے لیے تحفظ باقی نہیں رہتا۔ خدا کے سچے دین کا مقصد ہی یہ ہے کہ انسانوں کو درندوں اور چوپایوں کی پستی سے نکال کر ایمان و تقوٰی اور شرف و شائستگی کی بلندیوں پر پہنچا دے۔ اس کے لیے بنیادی عبادات اہم ترین ذریعہ ہیں۔ اور ان میں سے نماز کے بعد روزہ کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اچھے انسان، اچھے معاشرے اور اچھے نظام کی تعمیر صرف اسی طریقہ سے ہو سکتی ہے۔

روزہ انفرادی پہلو بھی رکھتا ہے، لیکن تمام مسلمانوں کے لیے ایک خاص مہینے میں فرضیت،

ایک خاص وقتِ آغاز و اختتام، اور ایک مقررہ نظامِ تراویح کے ہونے کی وجہ سے اِس میں شانِ اجتماعیت بھی ہے۔ یہ اجتماعیت فرد کو بہترین فضا مہیا کر کے روزے کی عبادت کو آسان بنا دیتی ہے۔ جو بدبخت استطاعت رکھتے ہوئے اتنی بڑی سہولتوں کے باوجود روزہ نہیں رکھتا وہ اپنا نقصان تو کرتا ہی ہے، اپنے گھر، اپنی بستی اور اپنے دائرۂ کار سے متعلق اچھے لوگوں کے لیے وبال اور مسلم معاشرے کے لیے کلنک کا ٹیکہ بن جاتا ہے۔ دینی فرض سے گریز اپنے خزانۂ ایمان میں سے چوری کرنا ہے۔ لہٰذا روزے کو انفرادی عبادت کہہ کر، اور صرف خدا سے متعلق قرار دے کر اپنے آپ کو یا دوسروں کو مغالطہ دینا درست نہیں۔

اب رہا احترامِ رمضان کا معاملہ، سو اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ آدمی بیماری یا سفر وغیرہ کسی عذرِ شرعی کی بنا پر روزہ نہ رکھ سکے۔ اور بعد میں قضا کرے یا فدیہ دے، ایسے شخص کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنے ترکِ صوم کو اخفا میں رکھے۔ حتیٰ کہ بہتر یہ ہے کہ گھر کے چھوٹے بچوں کو بھی محسوس نہ ہونے دے۔ اور ایسے محتاطِ دین سے بلاوجہ دوسروں کو پوچھتے بھی نہیں پھرنا چاہیے کہ اس سے وہ لوگ بلاوجہ شرمسار ہوں اور اپنے احوال کی تفاصیل بتانے پر مجبور ہوں۔ دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جو "روزہ خور" (یا روزہ خوار) کہلاتے ہیں۔ ان سے بہ عجز و الحاح گذارش ہے کہ وہ اپنے گھر کے اندر اخفا سے اگر اپنی پیمانۂ جبلت کے پاؤں پر بوسہ دینا ہی چاہیں تو دے لیں، مگر بازاروں اور گلیوں اور پارکوں میں اپنی روزہ خواری کے جلوے دکھا کر مسلمانوں کی بستی یا معاشرے کی تذلیل نہ کریں اور روزہ رکھنے والوں کے خلاف ترکِ روزہ کی گندی فضا کا بوجھ نہ بڑھائیں۔ کاش کہ ایسے لوگ اُن معصوم بچوں سے سبق لے سکیں جو دس سال سے کم عمر کے ہوتے ہوئے گرمیوں کے دو چار روزے مکمل کر لیتے ہیں۔

اِس سلسلے میں ہمارے اسلاف کے مسلم معاشروں میں احترامِ رمضان کے باقاعدہ قانون ..... رائج رہے ہیں، بلکہ انگریز کے دورِ غلامی میں مَیں نے خود اپنے دیہاتی علاقوں میں دیکھا کہ روزہ نہ رکھنے والے شخص کے لیے جینا دوبھر ہو جاتا تھا۔ پس آج بھی اگر ہم اپنی مملکت کو اسلام سے منسوب کرتے ہیں تو یہاں احترامِ رمضان کا مضبوط قانون رائج ہونا چاہیے، نہ یہ کہ وہ محض ایک بھونڈا مذاق بن کے رہ جائے۔

پچھلے چند سالوں میں حکومت کی طرف سے احترامِ رمضان لازم کیا گیا تو اس کے نمایاں مفید اثرات پڑے۔ مگر دوسری طرف پکوڑے اور کباب بنانے والوں اور پھل بیچنے والوں، تیز کنارِ راہ کے ہوٹلوں نے جس طرح چادریں تان تان کر اور خیمے لگا لگا کر ڈرامے رچائے رکھے ہیں وہ ایک مضحکہ انگیز کارروائی تھی۔ اس معاملے میں درست تدابیر اختیار کرنی چاہئیں۔

احترامِ رمضان کا معاملہ صرف کھانے پینے تک ہی محدود نہیں، برکتوں، رحمتوں اور بخششوں والے اس مہینے میں ناجائز مناظر اور ناپسندیدہ آوازوں اور گندے جذبات سے ماحول کو پاک ہونا چاہیے۔ لازم ہے کہ ہمارا ریڈیو اور ہمارا ٹیلی وژن قوم کو فضول گانوں اور لچر موسیقی اور بیہودہ ڈراموں اور رقص اور رامش و رنگ سے قوم کی تواضع نہ کریں۔ اسی طرح اخبارات بھی جنسی لحاظ سے ہیجان انگیز تجلیات تصاویر میں نہ لائیں۔ اور نہ اداکاروں اور موسیقاراؤں اور کرکٹروں کے انٹرویوز میں میاں بیوی دونوں کو سامنے بٹھا کر ازدواجی زندگی کے چٹخارے گھروں کے خلوت کدوں سے نکال کر ان کی اخباری "چاٹ" بنائیں۔ بصورتِ دیگر روزہ رکھنے والی اکثریت کے دل و دماغ میں بھی نفسانیت ڈنک لگاتے رہنا روزہ خوری سے بھی بڑا ستم ہے۔ اس زمانے میں تو خصوصیت سے دیواروں کو بھی گھٹیا اشتہارات اور ذلیل تصاویر سے پاک رکھنا چاہیے۔

پس افراد، حکومت اور ذرائعِ ابلاغ سب کو مل جل کر یہ کوشش کرنی چاہیے کہ مسلمان قوم میں رمضان کے شایانِ شان فضا پیدا کی جائے۔ یہ مہینہ نمازوں، روزوں، تراویح، قرآن پڑھنے، صدقہ کرنے اور خدا سے اپنے گناہوں کی معافیاں مانگنے کا مہینہ ہے۔ اور یہ مہینہ ہے جس میں ہمیں اپنی دردناک حالت کا احساس کرنا چاہیے کہ اندرونی طور پر ہم خیانت اور بدکاریاں کرتے اور لڑتے مرتے ہیں۔ اور باہر سے کئی طاغوتی قوتوں کی سازشوں نے ہمیں جکڑ رکھا ہے۔ بلکہ یہ ایک غیر محسوس طرز کی نہایت ہی نشہ آور زہریلی غلامی ہے جس کا ہم شکار بن چکے ہیں۔ یہ لمحہ خدا سے بغاوت کر کے بھنگڑے ڈالنے اور بڑکیں مارنے کا نہیں ہے، بلکہ وقت وہ آگیا ہے کہ حاکم کائنات کے سامنے گڑگڑا کر آنسوؤں کی زبان میں ہم معافی

مانگیں اور امن و سلامتی کی بھیک مانگیں [1]

رمضان ہی میں اوّلین معرکۂ بدر سر ہوا تھا، رمضان ہی میں پاکستان بنا اور اب رمضان ہی میں ہمیں اللہ تعالیٰ سے ایمان، ہدایت حقیقی آزادی اور نفاذِ اسلام کی دُعا کرنی چاہیے۔

(نعیم صدیقی)

---

[1] یہ امر نہایت افسوسناک ہے کہ فتنۂ انکارِ ختمِ نبوت کے علمبردار اور داعیانِ نبوتِ باطلہ یعنی قادیانیوں کو ایک بار پھر نئے دورِ حکومت میں سرافرازی کے مواقع مل رہے ہیں۔ ان کے ممنوع شدہ نقیب جریدے کو از سرِ نو اشاعت کا موقع ملا ہے اور دوسری طرف وہ مباہلے کے چیلنجوں کا طوفان اٹھانے کے ساتھ پاکستان میں سالانہ جشنِ مسرت منانے کے اعلانات اور انتظامات کر رہے ہیں۔ پنجاب کے وزیرِ اعلیٰ کا یہ اقدام قابلِ تحسین ہے کہ انہوں نے جشنِ مجوزہ کی ممانعت کر دی ہے۔ مگر اصل اور وسیع تر ذمہ داریاں وفاقی حکومت کی ہیں۔ کیونکہ اُدھر سے اگر دستِ شفقت قادیانیوں کے سر سے اٹھا لیا جائے تو پھر ان کے فتنہ و سازش کے سارے محل گر جاتے ہیں۔

رمضان میں اس فتنہ کی روک تھام کے لیے جو قدم بھی اٹھایا جائے وہ باعثِ برکت ہوگا۔ بصورتِ دیگر احترامِ رمضان کا حق ادا نہ ہو سکے گا۔

سیرت سرورِ عالمؐ میں ایک تصحیح

سیرت سرورِ عالمؐ جلد ا میں صفحہ ۶۸۲ اور ۶۸۳ پر لفظ فارقلیط کے سلسلے میں بحث ہے۔ ص ۶۸۲ کی سطر (نیچے سے) ۶ اور ۷ میں جس ترتیب سے انگریزی الفاظ PARACLETUS اور PERICLYTOS آئے ہیں وہ بحث کے لحاظ سے صحیح ترتیب ہے۔ مگر ص ۶۸۳ پر سطر (نیچے سے) ۸ میں ان دونوں لفظوں کے ہجے اُلٹی جگہوں پر لگا دیئے گئے ہیں۔ آئندہ ایڈیشن میں ادارہ ترجمان القرآن اس کی تصحیح کرا دے گا۔ موجودہ کتب میں قارئین خود تصحیح کر لیں۔ (ہم توجہ دہانی پر بشارت علی صاحب کراچی کے ممنون ہیں)۔

(ادارہ)